eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

OPEN ACCESS

ڈاکٹر طاہرہ انعام
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج برائے خواتین، غلام محمد آباد، فیصل آباد
ڈاکٹر فاطمہ جلال
لیکچرار، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور، فیصل آباد کیمپس

Dr Tahira Inam **Email:** tahira.inaam@gmail.com
Assitant Professor, Govt. Associate College (W) Ghulam Muhammad Abad Faisalabad
Dr Fatima Jalal **Email:** fatima.jalal@ue.edu.pk
Lecturer, Department of Urdu, University of Education Lahore, Faisalabad Campus

جدید نعت میں علمی و سائنسی افکار: بحوالہ معراج

SCIENTIFIC THOUGHTS IN MODERN NAAT
(In Context of Mairaaj)

DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i01.87

ABSTRACT

Naat is a genre of poetry, traditionally enriched with the feelings of love and affection for Holy Prophet Muhammad (P.B.U.H), which has long been a way from a modern sensibility that has been invested in it by Iqbal. Iqbal, having sound knowledge of modern theories and scientific discoveries, introduced a new flavour of *Naat*. His *Naatia Verses* are a beautiful combination of traditional and nontraditional contents. He was the first poet who described the scientific implications of Mairaaj in many of his poems, verses and couplets. Under the influence of Muhammad Iqbal, a new type of Naat writing started. Especially during the past four or five decades, poets started describing the greatness of prophethood, the grandeur of being a mankind and the marvellous mysteries of miracles in a way inspired by theories, concepts and ideas based on scientific knowledge. In this article, an effort has been made as to how the essence of this modern age penetrated the contents of modern *Naat*. Modern Urdu literature, concerning Naat-e-Rasool (P.B.U.H), is a beautiful combination of faithfulness and unprecedented literary values. In this era, the scientific approach and the nobility of the subject matter are the natural beauty of this genera. Now modern Naat is no less than Ghazal or any other genera regarding usage of literary devices and modern sensibility.

KEYWORDS
Muhammad (PBUH), Modern Naat, Scientific theories, Miracles, Mairaaj, Prophethood, Genre, Iqbal, Theory of relativity

Received: 01-Jun-22
Accepted: 15-Jun-22
Online: 30-Jun-22

کلیدی الفاظ: حضرت محمد ﷺ، جدید نعت، سائنسی نظریات، معجزات، معراج، نبوت، صنف، اقبال، نظریہ اضافت۔

اردو نعت ابتدائی دور سے حالی کے عہد تک روایتی مضامین کی پابند نظر آتی ہے۔ جدید دور نے ادب اور ذہنوں کو تبدیل کیا تو نعت میں نئے افق دریافت ہوئے۔ ناقدینِ نعت نے اقبال کے ہاں جدید نعت کے سرے تلاش کیے ہیں لیکن طویل عرصے تک صنفِ نعت اس جدیدیت سے ناآشنا رہی جو اسے عصرِ حاضر میں نصیب ہوئی ہے۔ شعرا نے مقامِ رسالت وبشریت، سیرتِ پاک اور معجزاتِ نبیؐ کے بیان میں نیا فکری ڈھنگ اپنایا ہے۔ فلسفیانہ پیرایہٴ ہائے اظہار اختیار کیے ہیں۔ مضامینِ نعت کو وسعت دی ہے۔ تاریخی شعور جدید نعت گو شعرا کے تشبیہات و استعارات سے ہویدا ہے۔ اس مادیت زدہ عہد میں جدید نعت معراج النبیؐ کی تفہیم سے متعلق فکر و نظر کے نئے دروازے کھول رہی ہے۔ اس ضمن میں شعرا کی امیجری، علامت، استعارے، ابہام کے سقم سے پاک ہیں اور معنی کی مکمل ترسیل کرتے ہیں۔ نئی شعریات، شعور کے نئے زاویے اس عظیم الشان واقعے سے تخلیقی توانائی حاصل کر رہے ہیں۔ جدید نعتیہ ادب میں عقیدت اور حقیقت کا امتزاج، جذبہ و احساس کی لطافت اور بے مثال ادبیت پائی جاتی ہے۔ لہجوں کی انفرادیت نے تجربات کو اور بھی وسعت بخشی ہے۔ سیرت و تعلیماتِ محمدی کے بیان میں شاعرانہ حکمت کے علاوہ معجزات، بالخصوص واقعہٴ معراج کے بیان میں ایک دانش افروز جاذبیت پیدا ہو گئی ہے جسے موضوع کی عظمت نے ایک بلند آہنگ عطا کیا ہے:

اب میری چشمِ شوق پہنچتی ہے عرش تک
معراج جانے والے کا زینہ نظر میں ہے(۱)
(حافظ مظہر الدین)

لیل اسراء کے طفیل اب مجھے منزل مل جائے
کھول دے مجھ پہ بھی معراج کے سب درِ عرفان(۲)
(عزیز احسن)

ہم فرشیوں پہ کب تھے ہویدا فلک کے راز
آپؐ آئے اور عرش کے دکھلا دیے نقوش(۳)
(شوذب کاظمی)

زمیں سے تا عرش ایک معراج کی ہے دُوری
سفر میں منزل کے سب اشارے پڑے ہوئے ہیں(۴)
(محمد مختار علی)

غیب و حاضر کے کناروں کو ملایا جس نے
تو وہ معراج کا رستا ہے مدینے والے(۵)
(یاسمین حمید)

کتنے جلوے تھے پسِ پردہ کتنے امر حجاب میں تھے
عرشِ علیٰ پہ آپؐ کا جانا پردہ درِ ہر راز ہوا(۶)
(حنیف اسعدی)

جدید نعت میں واقعۂ معراج کے ابعاد و جہات کو اِس طور موضوع بنایا گیا ہے کہ روایتِ معراج کی نوعیت محض روایتی اور داستانوی نہیں رہی بلکہ ایک زندہ اور ابدی حقیقت بن کر اُبھرتی ہے۔ انسانی شعور کے ارتقا کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کی مزید معنوی پرتیں کھلتی جائیں گی جن تک پہنچنے کے لیے انسان کو عرفان و آگہی کی ضرورت ہے۔ معراج النبیؐ نے آسمانوں کے راز، اہلِ زمین پر افشا کر دیے۔ آپ ﷺ کی ذات ورائے کون و مکاں کی محرم ہوئی تو انسانیت کے لیے کون و مکاں سے ماورا جستجو کی بنیاد پڑ گئی۔ آپ ﷺ نے جن حقائق کو بچشمِ خود مشاہدہ فرمایا انسان کے لیے ان حقائق کا فیض پانے کے لیے اتباعِ رسول ﷺ لازمی ہے۔ معراج النبیؐ نے شعور انسانی کو جس غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ اس سے انسان پر علم اور تدبر کی نئی راہیں کھل گئی ہیں۔

وہی ہیں آشنا قوسین کی ارفع منازل سے
حبیب ربّ ، حقیقت آشنا سے روشنی پاؤ(۷)
(آفتاب کریمی)

آشنا انساں مقام کبریائی سے ہوا
ہفت خواں یہ طے نبی کی رہنمائی سے ہوا
جانے کب تک راز رہتا وحدت و کثرت کا رابطہ
منکشف جو آپؐ کی عقدہ کشائی سے ہوا(۸)
(حفیظ تائب)

یہ عارفانِ تنزل و اوج ہی بتائیں
نبی کے معراج کی حدِ انتہا کہاں ہے(۹)
(افضل خاکسار)

ہوئے آپؐ دار الفنا سے روانہ
گھڑی بھر میں دار البقا دیکھ آئے
یہ نکتہ بھی شہزاد معراج میں تھا
کہ رستے کو خود رہنما دیکھ آئے(۱۰)
(شہزاد مجدّدی)

علمِ سرکار سے پا کے فیضِ دوام
فکرِ نوعِ بشر نکتہ ور ہو گی(۱۱)
(مسعود چشتی)

شعورِ سفر دے کے عمرِ رواں کو
کیا منسلک ہستیِ جاوداں سے(۱۲)
(حزیں صدیقی)

مادی علوم و افکار کی بنیاد عقل، مشاہدے اور تجربے پر ہے۔ واقعہ معراج اگرچہ قدیم و جدید علوم میں تحرّک اور انقلاب کا باعث ہے لیکن چونکہ یہ اعجازِ الٰہی ہے اور بہر حال ایسے پہلو اپنے اندر رکھتا ہے جن کا ادراک محض فلسفہ و خرد کے سہارے ممکن نہیں لہٰذا آگہی کا یہ عمودی رُخ یعنی روحانیت، معرفت اور عشق جیسے عوامل اس امر ربّی کے ادراک یا ایمان و ایقان کے لیے ضروری ہیں۔ دنیاوی یا مادی علم کو اسی زینے سے آگے بڑھنا ہو گا۔

تعقل دم بخود ہوتا ہے وجداں جھوم اُٹھتا ہے
جب ان کے لامکاں تک کے سفر کی بات ہوتی ہے(۱۳)
(غلام ربّانی فروغ)

عقل پر جس سے کھلے ہیں عالمِ امکاں کے راز
معرفت کا علم کا ایسا مجلّہ آپؐ ہیں (۱۴)

دل کو طلبِ جلوہ گہِ ناز ملی
اور عقل کو تحقیق کا جوہر شبِ معراج(۱۵)
(شاکر القادری)

حضور ﷺ آپ نے بخشا یہ زندگی کو سبق
مشاہدہ ہے ضروری شہود سے پہلے(۱۶)
(درد اسعدی)

مکاں تو کیا لامکاں ہے ان کا
حضور تکوین کی بنا ہیں
خدا و خلقت کے رابطے کو
میانِ قوسین رابطہ ہیں(۱۷)

(حنیف اسعدی)

سرِّ قوسین کو کیا سمجھے گی عقلِ محدود
رازِ معراج کو کیا پائے گا ادراکِ بشر(۱۸)
(حافظ مظہر الدین)

معراج مصطفیؐ نے انسانیت کے ارتقا کے جو امکان واضح کیے ہیں ان کو پانے کے لیے سیرتِ مصطفیؐ کی پیروی کی شرطِ بلا تخصیص ابد تک ہر آنے والے زمانے کے لیے ہے اس راہ سے دامن چھڑا کر انسان کی انتہائے کمال کو پانے کا خواب ادھورا رہے گا۔ آج مقاصدِ انسانی کی بے سمتی اور انتشار اسی صورت میں مثبت تنظیم پاسکتے ہیں کہ معراجِ نبیؐ کی حقیقت کو سمجھا جائے اور اس کی روشنی میں ارتقا کا سفر طے کیا جائے۔ انسان اگر چاہتا ہے کہ اس کے علم و فن کی حدیں مکاں سے لامکاں تک وسیع ہو جائیں تو اسے آگہی کے اسی ایک در سے گزرنا کافی ہے جو اسوۂ رسول کی صورت میں ہمیں عطا ہوا ہے۔

جدید نعت نے عہدِ حاضر میں اور آنے والے دور میں سیرتِ محمدی کو بطور کامل ترین خارجی و باطنی محرک کے منوانے

کا سامان کر لیا ہے۔ عصرِ حاضر میں واقعات و معاملات کی کئی پرتیں کھلی ہیں اور سیرتِ رسولؐ کی جزئیات کو نئی معنویت سے سامنے لایا جارہا ہے۔ وہ ابدی صداقتیں جو آپؐ کے سیرت و کردار میں پنہاں ہیں۔ وقت انہیں مترشح کرتا چلا جارہا ہے۔ ان کی لامحدود وسعت کو پالینا فکرِ انسانی کی معراج ہو گی۔ موجودہ عہد نے مادے کی تسخیر کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھا ہے۔ جدید نعت اسے بھی رسالت سے شناسائی کا زینہ سمجھتی ہے۔

غرض ہے کہ ترے نقشِ قدم تک آ پہنچیں
اسی لیے ہے دو عالم کی جادہ پیائی(۱۹)
(آغا صادق)
جا کر جو سرِ عرش معلّٰی سے ملے گا
وہ زینہ ہمیں مسجدِ اقصیٰ سے ملے گا(۲۰)

چاند تاروں سے بھی آگے ہو گا رسا
منسلک تو ہو ذہنِ رسا آپؐ سے(۲۱)

مکاں میں رہ کے سیر لامکاں کرنے کی خواہش ہے
تو در ہی در کھلیں گے ایک در سے واسطہ رکھنا(۲۲)

موجودہ دور میں خلاباز بھی سیاروں کی سیر کر آئے ہیں۔ ابھی سائنس اس حدّ کا ادراک نہیں کر پائی اور نہ ہی انسان مادی اجسام کے لیے روشنی کی رفتار کو پا سکا۔ بعض کہکشائیں ہم سے 20 کروڑ نوری سال کے عظیم فاصلے پر واقع ہیں۔ معراج کا سفر اس سے بھی کہیں آگے کا ہے۔ عقلِ انسانی اس مسافت کا تصور نہیں کر سکتی لیکن اس معجزے پر یقین کر کے سائنس اپنی جستجو کے سفر کو نئی جہات دے سکتی ہے۔

پہلی سیڑھی پر کھڑے ہیں آسماں
چڑھ رہا ہوں زینۂ پائے رسولؐ(۲۳)
(مظفر وارثی)
یوں قیامت تک نہ طے ہو گا خلا کا سلسلہ
منسلک ان سے کرو ذہنِ رسا کا سلسلہ(۲۴)
(حزیں صدیقی)
گر تیرے نشاناتِ قدم یاد نہیں ہیں
بیکار ہے تدبیر کی سب آبلہ پائی(۲۵)
(جلیل عالی)
میری بینائیوں کے پر سے نکل آتے ہیں
جب خلاؤں میں ترا نقشِ کفِ پا دیکھوں(۲۶)

قوت معجز نمائی پر دل و جاں ہیں نثار
لامکاں کا راستا بھی ہے وفا کا نقشِ پا(۲۷)
(ناصر ملک)

گویا معراج النبیؐ نے انسان کو اس قیدِ آب و گِل سے نکل جانے کی راہ دِکھائی۔ مکان ولامکاں پر انسانی تصرّف کا امکان ظاہر کیا۔ انسان کو وہ فہم اور حقیقت کشائی نصیب ہوئی جو اس کے تصوّر سے بھی زیادہ ہے۔ انسان کو معلوم ہو گیا کہ اس کے ارتقا کی حد چار دیواریِ عناصر تک محدود نہیں۔

کھل گئیں سرحدیں لامکانی تہِ آسمان آ گئی
آپؐ تشریف لائے تو جسمِ دو عالم میں جان آ گئی(۲۸)
(مظفر وارثی)

آسماں سے زمیں کا تعارف ہوا
عظمتوں سے فضا بہرہ ور ہو گئی(۲۹)
جاکر ہمیں بتایا
یہ حدّ ارتقاہے(۳۰)

جدید نعت عصری دانائی کی گواہ ہے۔ سیرتِ پاک کے زیست افروز گوشوں کو سحر انگیز طرزِ ادا نے منوّر تر کر دیا ہے کہی ہوئی بات بہ اندازِ دِگر بیان ہوتی ہے تو آگہی نئے انداز سے دستک دیتی ہے اور ذہن صدہا حوالوں سے اس بات کا معترف ہونے لگتا ہے کہ معراجِ سرکار، انسان کے جسم و روح کا ارتقا، کائنات کی تقویم اور تسخیر یہ سب عناصر جس بنیادی عنصر کی بدولت باہم پیوست ہیں وہ عشق رسول ہے:

حاصل ہیں مجھے بال و پر عشقِ پیمبر
ہے ایک قدم عالمِ امکاں مرے آگے(۳۱)
(سیّد نور الحسن)

عشقِ رسولؐ کے لازمی عنصر سے کٹ کر انسان کی تمام تگ و دو کارِ لاحاصل ہو گی۔ فی زمانہ انسانی مقاصد کی بے سمتی عدم تشفی اور انتشار کا باعث انسان کا یہی سہو ہے۔ جدید نعت اس مرض کی دوا جانتی ہے اور اس کا اظہار کر رہی ہے۔ ڈاکٹر عزیز احسن لکھتے ہیں:

> "نعتیہ ادب میں تخلیق کار، نقاد اور محقق کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہر سطح پر "صداقت" کی جستجو کرے یعنی تخلیق کار ہر وہ بات شعری زبان میں بیان کرے جو قرآن و سنّت اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے درست طور پر شاعر تک پہنچی ہو نقاد اسی پیمانے پر شعر عقیدت کی پرکھ کا کام انجام دے اور محقق بھی اسی نہج پر تحقیق کرے۔"(۳۲)

معراج کے حوالے سے بیان کیے گئے انسانی افکار میں یہ پہلو بھی اہم ہے کہ جدید نعت کا شاعر معراج کے آغاز تا انجام مراحل کے بارے میں منطقی انداز میں غور کرتا ہے۔ عبد اور معبود کے مناصب کا شعور رکھتا ہے۔ یا یوں کہیے کہ شعور حاصل کرنا

چاہتا ہے۔ لہٰذا معراج کے اشاروں سے اپنے فلسفے اور نظریات کی بنیاد رکھنے کی سعی نظر آتی ہے۔ نہ صرف حضور ﷺ کے سیر عالم بالا کو تشریف لے جانے بلکہ آپ ﷺ کے رُوئے زمین پر واپس تشریف لانے کے نکات کو بھی موضوع سخن بنایا گیا۔

قربت کی حدِ خاص مقرر ہوئی قوسین
جب عرش پہ اللہ نے کی بات بشر سے(۳۳)

رہا کچھ فاصلہ قوسین سے کم
کہ اک معبود ہے اک عبدہٗ ہے(۳۴)
(آفتاب کریمی)

جس کے قدم کے نقش چمکتے ہیں عرش پر
اس کے لیے مقام فروتر تھی کائنات(۳۵)
(جمال سویرا)

سائنسی حوالے سے دیکھا جائے تو خدا، انسان اور کائنات کے تعلق کو معراج کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش اخذِ معنی کے نئے در کھولتی ہے۔ عوامل کی منطقی وجوہات تلاش کرنے کا نام سائنس ہے۔ اسلام تمام مذاہب میں یہ امتیاز رکھتا ہے کہ یہ دینِ حق زندگی کے دیگر تمام حقائق کی طرح سائنس سے بھی متصادم نہیں بلکہ قرآن کریم نے آج دریافت ہونے والے سائنسی شواہد کو صدیوں پہلے بیان کر دیا تھا اور غیر مسلم بھی اس حقیقت کے معترف رہے ہیں۔

آج سائنس اس قابل ہے کہ شعاعیں جسدِ انسانی میں بغیر رخنے کے داخل ہوتی ہیں اور انسانی اعضا کے آر پار گزر سکتی ہیں۔ روشنی اور برقی رَو کی غیر معمولی سرعت کو انسان جان چکا ہے۔ صدہا برس کی موشگافیوں سے انسان اس حقیقت کو مان چکا ہے کہ آسمان کا وجود بھی ہے اور وہ ایسا سخت نہیں کہ اس میں اجسام کی گردش ناممکن ہو۔ خلا اور شدید حرارت سے آپ ﷺ کے جسمِ مبارک کا صحیح وسالم گزر جانا اور لوٹ آنا مشیتِ ایزدی سے ممکن ہوا۔ انسان اس جستجو میں نکلا تو اس نے خلائی سفر کے امکان دریافت کر لیے۔ ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:

> "سفر معراج اتنی بڑی کائناتی سچائی ہے کہ آج کا سائنس اور ٹیکنالوجی کا سارا ارتقا اس سفر کی خوشہ چینی کے سوا کچھ بھی نہیں جوں جوں انسان اپنے علم اور تجربات کی روشنی میں سفر معراج کی مختلف پرتیں کھولتا جائے گا۔ ان گنت سچائیوں کا انکشاف ہوتا جائے گا اور جدید علوم کا دامن حیرت انگیز معلومات سے بھرتا جائے گا۔ سفر معراج کی جزئیات سے آگاہی، علومِ جدیدہ کے ارتقاء کی ضامن ہے۔"(۳۶)

انسانیت کو ارتقا اور تسخیرِ کائنات کا خواب دکھانا معراج النبیؐ کے ثمرات میں سے ہے۔ آیاتِ قرآنی انسان کو چاند تاروں پر کمندیں ڈالنے کا درس دے رہی ہیں۔ معراجِ نبوی کو سمجھنے کی کوشش میں سائنس نے ارتقا پایا ہے اور نبیؐ برحق انسان کامل حضرت محمد ﷺ کی ذات زندگی کے ہر شعبے کی طرح سائنس کے لیے بھی بہترین رہنما ہے۔ حلیم حاذق لکھتے ہیں:

> "علم و آگہی، شعور و عرفان، معلم اوّل کی عطا ہے۔۔۔ آج بھی فتح مکہ بے عیب ضابطۂ اخلاق اور خطبۂ آخر لاریب عالمی منشورِ حیات ہے۔ آج بھی طائف کا واقعہ مظلوم کی فتح کا حوالہ اور ہجرت حبشہ ضعیف کی قوت کا استعارہ ہے۔

آج بھی معراجِ مصطفیٰ بشری استعداد کے لیے ہدف اور چیلنج ہے۔" (۳۷)

معراج سے انسان کو یہ نکتہ سمجھ میں آیا کہ تسخیرِ کائنات ہی مقصودِ زندگی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی شعور اور آگہی میں اضافہ ہوتا گیا اور انسان کی سائنسی جستجو نے موجودہ دور تک آتے آتے ایک تیز رفتاری کو پالیا۔ انسان ارض کشش سے کٹ کر خلاؤں میں سفر کی راہیں دریافت کر چکا ہے۔ علومِ نو کا یہ انقلاب فیضانِ معراجِ مصطفیٰ ہے۔

نہ صرف وہ اس جہاں سے گزر اوہ آسمان آسماں سے گزرا
نگاہِ سائنس داں بھی جس پہ لگی ہوئی ہے، وہی نبی ہے(۳۸)
(مظفر وارثی)

تسخیرِ کائنات ہے مقصودِ زندگی
معراج کا سفر ہمیں کیا کچھ بتا گیا(۳۹)

ہمیں معراج سے یہ نکتۂ نازک سمجھنا ہے
بشر پر فرض ہے اس عالمِ امکاں کو سر کرنا(۴۰)
(حسن عسکری کاظمی)

منشورِ آدم ، تسخیرِ آدم
انسانیت کو منزل بتا دی(۴۱)
(انور شعور)

عبور کر کے خلا و ملا کی پہنائی
عجب تصورِ فتح و ظفر دیا تو نے(۴۲)
(حفیظ تائب)

تو نے وہ دیا جلا دیا ہے
ذرّات کو جگمگا دیا ہے
ہم کو سات آسماں دکھا کر
یارا بھی اُڑان کا دیا ہے(۴۳)
(نجیب احمد)

کھلیں گے رستے بند
کر سفر معراج کو یاد
چاند پہ ڈال کمند (۴۴) (سیّد نور الحسن نور)

شبِ اسریٰ نے صدیوں پہلے انسان کو خلائی سفر کے امکانات سے آگاہ کر دیا۔ ماہ و نجوم پہ بلندی حاصل کرنا اور خلا کو تسخیر کرنا تبھی ممکن ہو گا جب آپ ﷺ کی ذات سے کامل رہنمائی حاصل کی جائے۔ موجودہ نسلیں جن تصوّرات کو تحقیقِ نو کا ثمر سمجھتی ہیں۔ ان کا مبدا و آغاز دراصل واقعۂ معراج ہے۔

ہے جو تسخیرِ کائنات کا فن
اس کے راز آپؐ ہی نے سمجھائے(۴۵)
(سیّد ریاض حسین زیدی)

کھلیں معراج سے تسخیرِ مہر و ماہ کی راہیں
نئی دانش ہر اک تہذیبِ نو کا راہنما کہیے(۴۶)
(سحر انصاری)

شبِ اسریٰ کا یہ پیغام ہے تحریر صدیوں سے
سفر کرنا خلاؤں میں کتابِ ارتقا بنا(۴۷)
(ریاض حسین چودھری)

معراج کا معجزہ اپنے اندر جو پہنائی اور وسعت رکھتا ہے۔ ان رازہائے جلیلہ کو پانے کا تجسس انسان کے علم و تحقیق کو کشاں کشاں لیے جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے سفر معراج نے ثابت کر دیا کہ زمین سے آسمان تک کی مسافت امکان کی زد میں ہے۔ آسمانوں تک رسائی کے سفر میں معراجِ مصطفیؐ سے فیض پانا صرف عالمِ اسلام کی خاصیت نہیں بلکہ تمام مذاہبِ عالم کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو گا۔ یہی نکتہ اسلام کی ابدیت کا امین ہو گا۔ آپ ﷺ کے قدم فلک میں نئی منازل کے نقیب ہیں:

تعینات کی ساری حدیں عبور ہوئیں
مرے حضور کے اس ارتقا کی بات کرو(۴۸)
(آفتاب کریمی)

آقا ہمارے عرش پر پہنچے یہاں سے کیا
اب اس جہاں کا فاصلہ ہے اس جہاں سے کیا(۴۹)
(حسن عسکری کاظمی)

ہر ذہن ہو رہا ہے پریشاں ترے بغیر
ہر ناطقہ ہے سر بگریباں ترے بغیر
ٹھہری ہے آ کے چاند کی منزل پہ گفتگو
تشنہ ہے سیر عرش کا عنواں ترے بغیر(۵۰)
(نازش پرتاب گڑھی)

اس مکان سے آگے لامکان جتنے ہیں
ہر جگہ چمکتا ہے تیرا چہرۂ تاباں
اس زمان سے آگے لازمان جتنے ہیں
سب کروں کی صورت ہیں تیرے وقت میں غلطاں(۵۱)
(عاصی کرنالی)

امکان کی حدوں سے پرے تک ترے قدم
پیمائشِ جہاں تری پرکار سے ہوئی(۵۲)
(مظفر وارثی)

حدودِ عرش سے آگے نکل گئے وہ قدم
بڑھا کے اک نئی منزل فلک کے زینے میں(۵۳)
(اقبال عظیم)

تکمیلِ ذات ، وحدتِ فکر و عمل کی بات
تسخیرِ کائنات کا نسخہ بتا دیا(۵۴)
(حزیں صدیقی)

غرض یہ کہ سائنس کے تمام شعبے فطرت کے جن رازوں کی بے نقابی کر رہے ہیں۔ ان کا منبع و مرجع سرورِ عالم ﷺ کی ذات ہے۔ معراجِ محمد ﷺ نے جن رازوں کی طرف اشارہ کیا ہے سائنس کے لیے لازم ہے کہ آپ ﷺ ہی کی حیات و سیرت کی روشنی میں اس طرف گامزن ہو۔ براق کے سفر نے انسان کو سریع سفر پر اکسایا ارباب ِخرد نے دریافت و ایجاد کے اس بے پایاں سفر کو اپنے تعقل کا کرشمہ جانا ہے لیکن معراج النبیؐ نے صدیوں قبل ان علوم و رموز کی تلاش کا علم بلند کر دیا تھا۔

ساری سائنس ہے مرید ان کی
عرش پر ثبت نقشِ پا کی قسم(۵۵)
(مظفر وارثی)

معراجِ محمدؐ نے کیا راز جو افشا
وہ راز خلاؤں سے ہوا پوچھ رہی ہے
پھیلائے ہوئے گوشۂ دامانِ تجسس
سائنس محمد کا پتا پوچھ رہی ہے(۵۶)

رسولِ پاکؐ کی سیرت سے روشنی پا کر
تمام چاند ستارے ہمارے جادہ ہیں
جہاز و راکٹ و اسکائی لیب و طیارے
براقِ سرورِ عالم سے استفادہ ہیں(۵۷)

ذہن دنیا کا ہو گیا روشن
شبِ معراج کے اجالے سے
علم جیومیٹری نے پائی سند
قاب قوسین کے حوالے سے(۵۸)

ہیں شاہِ دو جہاں کے خیالوں سے متفق
سائنس کے علوم میں جتنے اصول ہیں
مریخ چاند ، زہرہ ، عطارد ، خلا، دھنک
یہ سب مرے حضور کے قدموں کے دھول ہیں(۵۹)
(خالد محمود خالد)

لوگ نازاں ہیں کہ وہ حدّ یقیں تک پہنچے
یعنی اربابِ خرد ماہِ مبیں تک پہنچے
لیکن اس دورِ کرامات سے صدیوں پہلے
میرے آقا کے قدم عرشِ بریں تک پہنچے(۶۰)
(اقبال عظیم)

زمان و مکاں کے مسائل پر غور وفکر بھی معراج کو سمجھنے کی علمی و سائنسی کوشش ہے۔ معراج میں وقت کی رفتار کا یہ معجزہ انسانی شعور کو ورطۂ حیرت میں ڈالتا ہے۔ حیرت اور تجسس کی بنیاد پر اس اعجاز کو سمجھنے کی علمی و سائنسی مساعی نے شعرا کے تخلیقی شعور میں جگہ پائی ہے او وقت کی کیفیات اور جہات کو ادبی وفنّی حسن کے ساتھ شعر میں بیان کیا ہے۔ معراج کے سفر نے زمان و مکاں کی اضافی حیثیت کو واضح کر دیا۔ جس طرح اس ظاہری دنیا کا پیمانۂ وقت حضورِ اقدس کے لیے معطّل ہو گیا اور اک آن میں کون و مکاں کا مرحلہ طے کر کے آپ ﷺ زمین پر تشریف لے آئے۔ جن آیاتِ الٰہی کے مشاہدے کے لیے عرصہ ہائے بیکراں درکار تھا۔ زمینی وقت کے مطابق ایک پل میں ممکن ہو گیا کیونکہ آپ ﷺ جس جہان میں تشریف لے گئے وہ اس زمینی وقت کی گردش سے مبرّا تھا۔ صرف اسی دنیا کے وقت کے متعلق جاننے والے ذہن کے لیے یہ امر ناممکن ہے۔ کسی جسم پر وقت کی رفتار کے ٹھہر جانے کا اعجاز عقلِ محدود کے لیے تازیانہ ہے۔ جدید نعت میں بھی اس کیفیتِ استعجاب کا بہ عقیدت اظہار ملتا ہے۔ یہی تجسس سائنسی انکشافات کی بنیاد بنتا رہے گا۔

بس ایک لمحۂ شب میں یہ راز ہو گیا فاش
کہ وقت کیا ہے ، مکاں کیا ہے ، لامکاں کیا ہے(۶۱)
(سرشار صدیقی)

اک آن میں طے مرحلۂ کون و مکاں تھا
کیا تنگ تھی یہ وسعتِ دوراں ترے آگے(۶۲)
(صوفی تبسم)

گئے لامکاں کی طرف نبیؐ تو جہاں کی نبض رکی رہی
ہوئی جب حضور کی واپسی وہیں جان آ گئی جان میں(۶۳)
(حنیف نازش قادری)

کفِ وقت و ارض میں آئے گی کہاں گردِ رہگزر آپؐ کی
نہ زماں ہو ہمقدم آپؐ کا نہ زمیں ہو ہمسفر آپؐ کی(٦٤)
(ریاض مجید)

انسانی شعور کے اس قدر ارتقا کے باوجود ابھی تک انسان اللہ کی عطا کی ہوئی تمام صلاحیتوں کو کماحقہٗ استعمال میں نہیں لا سکا۔ یہی وجہ ہے کہ جدید سائنس ابھی معراج کے تمام رموز کو نہیں پا سکی اور ان موشگافیوں کا شکار ہے کہ کششِ ثقل، خلا میں ہوا کی عدم موجودگی، سورج کی تپش اور فضائے زمین سے باہر خطرناک شعاعوں کی موجودگی میں روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ رفتار کے ساتھ پلک جھپکتے میں یہ سفر طے کرنا کیونکر ممکن ہے؟ سائنسی دنیا کا ایک موضوع ٹائم ٹریول یعنی وقت میں سفر ہے۔ زمان و مکاں میں سفر یعنی وقت کو پیچھے چھوڑتے ہوئے آگے بڑھنے کا یہ نظریہ جدید سائنس کے نزدیک قابلِ عمل ہے۔

ہوئے جو معراج کو روانہ تو رُک گئی گردشِ زمانہ
کسے خبر تا بہ کے رہے مرکبِ مہ و سال پر محمدؐ(٦٥)
(مظفر وارثی)

چند گھڑیوں میں خدا سے آپؐ مل کر آ گئے
سوچ سے باہر ہے عالم آپؐ کی رفتار کا(٦٦)
(تبسم قادری)

بس پلک جھپکی سفر طے ہو گیا معراج کا
وقت بھی تمثیل سے عاجز ہے اس رفتار کی(٦٧)

رکی ہیں وقت کی سانسیں تھمی ہے نبضِ جہاں
چلے ہیں شاہِ اُمم سیر لامکاں کے لیے(٦٨)
(سیّد نورالحسن نور)

شبدیز وقت کی حرکت سلب ہو گئی
عرشِ بریں کی سمت یہ کس کا سفر ہے آج(٦٩)

شبِ اسریٰ تھا کون گرمِ سفر
کس نے رفتارِ وقت ٹھہرائی(٧٠)
(راغب مراد آبادی)

گردشِ دوراں ٹھٹک کے رہ گئی
جب سرِ عرشِ علی آقا گئے(٧١)
(حافظ نور قادری)

پابندِ روز و شب نہ تھی معراجِ مصطفیٰ
جب وہ چلے تو وقت کی رفتار رُک گئی(۷۲)
(مظفر وارثی)

نبضِ کونین پہ وہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
گردشِ وقت کا احساس کہاں آج کی رات(۷۳)
(کلیم عثمانی)

آئن سٹائن کا "نظریہ اضافیت" موجودہ دور کا معروف نظریہ ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ آنحضور ﷺ کا معراج پر جانا اور ایک طویل مدت گزار کر واپس آنا مگر آپ ﷺ کی زمین پر عدم موجودگی میں وقت کا نہ گزرنا نظریہ اضافیت سے ثابت ہے مگر یہ بحث بھی اُٹھائی گئی کہ اگر خصوصی نظریہ اضافیت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس واقعے کی حقانیت جاننے کی کوشش کی جائے تو معلوم ہو گا کہ اصلاً زمین پر آنحضرت ﷺ کی غیر موجودگی میں کئی برس گزر جانے چاہئیں تھے جبکہ ایسا نہیں ہوا۔ نظریہٗ اضافیت ہی کا دوسرا حصہ "عمومی نظریہ ٔضافیت"(General Theory of relativity)اس سوال کا تسلی بخش جواب ہے۔ کائنات کی تین جہتیں مکانی ہیں۔ (لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا اونچائی) جبکہ ایک جہت زمانی ہے جسے ہم وقت کہتے ہیں۔ اس عمومی نظریہ اضافیت نے کائنات کو زمان و مکاں کی ایک چادر (Sheet) کے طور پر پیش کیا ہے۔ آئن سٹائن کے عمومی نظریہ اضافیت کے تحت کائنات کے کسی بھی حصے کو زمان و مکاں کی اس چادر میں ایک نقطے کی حیثیت سے دیکھا جا سکتا ہے۔

ابو مخدوم زادہ لکھتے ہیں:

"عالمِ دنیا قابلِ مشاہدہ کائنات اور عالمِ بالا یعنی ہمارے مشاہدے اور ادراک سے ماورا کائنات دو الگ زمانی و مکانی چادریں ہیں۔ یہ ایک دوسرے کے قریب تو ہو سکتی ہیں لیکن بے انتہا قربت کے باوجود ایک کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس کا دوسری کائنات میں ہونے والے عمل پر اثر نہ پڑے گا اور نہ اسے وہاں محسوس کیا جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ زمان و مکاں کی کائناتی چادر کے ایک نقطے سے دوسری زمانی و مکانی چادر پر پہنچے اور معراج کے مشاہدات کے بعد (خواہ اس کی مدّت کتنی طویل ہی کیوں نہ ہو) آنحضرت ﷺ زمان و مکاں کی کائناتی چادر کے بالکل اسی نقطے پر پہنچ گئے جہاں معراج سے قبل تھے۔"(۷۴)

وقت کی رفتار کے رک جانے کا سوال زمان و مکاں کے تصوّرات میں تحقیقاتِ نو کا باعث ہُوا۔ شبِ معراج میں حضور ﷺ کی ذات لمحات کی اس زنجیر سے کیونکر آزاد رہی۔ یہ عرصہ ہائے بے کراں ایک پل میں کیسے سمٹ آئے۔ آپ ﷺ نے صدیوں کا سفر ایک لمحے میں طے فرمایا۔ یہ عوامل قدرتِ الٰہی کے مظہر، آپ ﷺ کی جداگانہ شان کے مظہر اور انسانی عقل کے لیے مہمیز ہیں۔ انہی حقائق کی کھوج میں سائنس نو بہ نو تحیّرات کے پردے چاک کر رہی ہے۔ یہ عظیم شبِ وصال تھی کہ جس نے وقت کو ٹھہرا دیا۔

ہر لمحے کا قدم تھا جہاں رک گیا وہیں
راکب شبِ وصال تو تھی وہ شبِ وصال(۷۵)
(راکب راجا)

میرے آقا کے لیے وقت عناں گیر نہیں
شبِ معراج میں لمحات کی زنجیر نہیں(۷۶)
(سرو سہارنپوری)
سفر میں وقت کی رفتار پیچھے رہ گئی
ورائے عقل و گماں ہیں مسافتیں تیری(۷۷)
(انور جمال)
آپ کے ہاتھوں میں آئی جب عنانِ کائنات
راہ میں حائل کہاں پھر وقت کی گردش ہوئی
نور کا رہوار محبوبِ خدا سا شہسوار
عرصہ ہائے بیکراں کی پل میں پیائش ہوئی(۷۸)
(حزیں صدیقی)

معجزاتِ نبوی میں وقت کی پیائش کی تفہیم مادی علم سے بالاتر ایک چیز ہے۔ واقعہ ٔ معراج سے اس موجود دنیا اور ان دیکھی دنیاؤں کے درمیان تعلق کو سمجھنے کی کوشش میں وقت کے متعلق نئے نظریات سامنے آئے، سائنس نے بھی وقت کی ماہیئت کو سمجھنے کے لیے ایک نظام قائم کر رکھا ہے۔ آئن سٹائن کے نظریہ ٔ اضافیت کے مطابق انسان اگر روشنی کی رفتار کے مربع (C) سے سفر کرنے کے قابل ہو جائے تو وہ اپنی مادی حیثیت کو تبدیل کر کے توانائی کی لہروں میں تبدیل ہو جائے گا اور مادے کی نسبت لاکھوں گنا تیز رفتاری سے سفر کر سکے گا۔ آئن سٹائن نے خلا اور وقت کے غیر معتبر اور غیر مستقل ہونے کو ایک نئی اصطلاح (Space Time) کا نام دیا۔ آئن سٹائن کے نظریہ ٔ اضافیت کے مطابق زمان (Time) اور مکان (Space) مستقل نہیں اضافی ہیں۔ وقت کی پیائش اسی وقت ہو سکتی ہے جب اس کا تعلق کسی مکان سے ہو۔ کوئی جسم مکان کی قیود سے آزاد ہو گا تو زمان کی قیود بھی ختم ہو جائیں گی۔ اس نظریے سے سائنس کا واقعہ ٔ معراج کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔ ان سائنسی حقائق کی دریافت جن سوالات کی بنیاد پر ممکن ہوئی، فکرِ انسانی میں زمان و مکاں کے متعلق یہ سوالات معراج ہی کی بدولت اُبھرے۔ نعت گو شعرا نے وقت کی ماہیئت اور اس کے تغیر و تبدل کو سمجھنے کی کوشش کی ہے:

ٹھہری ہوئی گردشِ دوراں ، رُکا ہے وقت
ہے روح عصر گرمِ سفر مصطفیٰ کے ساتھ(۷۹)
(شاہد نقوی)
ترے براق کی رفتار روشنی سے بھی تیز
ابھی زمیں پہ ابھی عرش پر قیام ترا(۸۰)

سمٹ کے رہ گیا صدیوں کا فاصلہ پل میں
نظامِ وقت میں کوئی خلل پڑا بھی نہیں(۸۱)

ایک پل میں طے کیا تھا جس نے صدیوں کا سفر
وقت پر اس کا تصرف برملا ہے آج بھی(۸۲)
(حزیں صدیقی)

وقت کا قافلہ روشنی کے سفر پر روانہ ہوا
بے جہت زندگی عبد و معبود کے درمیاں آ گئی(۸۳)
(مظفر وارثی)

اتنی سرعت سے پہنچے نبی عرش پر
طے کرے جس طرح روشنی راستا(۸۴)
(افضل خاکسار)

سوچیں تو روحِ عصر کے ادراک کے بغیر
معراج کیسے آئے کسی کے گماں میں(۸۵)
(حنیف اسعدی)

اذنِ معراج مل گیا ہے اُسے
وقت رک رک کے دیکھتا ہے اُسے(۸۶)
(طاہر شیرازی)

معراجِ سرکار
وقت نے رک کر دیکھی ہے
انساں کی رفتار(۸۷)

(صبیح رحمانی)

اگرچہ جدید نعت کا افق وسیع تر ہو رہا ہے لیکن حیات و سیرت محمدی کے جملہ پہلوؤں کو تاریخی و عصری آگہی کے ساتھ ساتھ آفاقی پیرایۂ اظہار بخشنے کے لیے قرآن و سیرت کا گہرا مطالعہ درکار ہے۔ صداقت پسندی کے اس دور میں صنفِ نعت بھی جذباتیت اور عمومی روایت کا لبادہ تبدیل کر رہی ہے۔ اذہانِ نو کی تشفی اور رغبت کے لیے اسلامی تاریخ کے ان حقائق کو استدلال اور تیقّن کے ساتھ جزوِ اظہار بنانا وقت کی ضرورت ہے تاکہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی دائمی حیثیت تمام عالم پر منکشف ہو سکے۔ اُمیدِ غالب ہے کہ مستقبل میں اُردو نعت اس فریضے سے سبکدوش ہو گی۔

حوالہ جات

1. حافظ مظہر الدین، تجلیات، راولپنڈی: حریم ادب، ۱۹۹۳ء، ص:۱۵۳
2. ڈاکٹر عزیز احسن، کلیات عزیز احسن، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۵ء، ص:۵۷۵
3. شوذب کاظمی، نئی صدی نئی نعت، مرتبہ: خورشید ربانی، ۲۰۱۳ء، ص:۲۲۶
4. محمد مختار علی، نئی صدی نئی نعت، ص:۳۰۵
5. یاسمین حمید، نئی صدی نئی نعت، ص:۳۳۷
6. حنیف اسعدی، آپ ﷺ، کراچی: اقلیم نعت، 1997ء، ص:۸۶
7. آفتاب کریمی، قوسین، کراچی: نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۵ء، ص:۱۱۶
8. حفیظ تائب، کلیاتِ حفیظ تائب، حفیظ تائب فاؤنڈیشن، 2005ء، ص:۳۳۳
9. افضل خاکسار، نویدِ بخشش، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی: ۲۰۰۷ء، ص:101
10. مولانا شہزاد مجددی، کراچی: نغماتِ ثنا، ۱۹۸۴ء، ص:۴۲
11. مسعود چشتی، بارشِ انوار، کراچی: راغب مراد آبادی اکیڈمی، ۲۰۰۰ء، ص:۱۶۵
12. حزیں صدیقی، حرفِ ابد، ملتان: بزمِ ضیائے ادب، ۱۹۹۶ء، ص:۴۵
13. غلام ربانی فروغ، دھنک رنگ، نعت نمبر، شمارہ نمبر 3، ص:۲۱۸
14. شاکر القادری، چراغ، اٹک: فروغِ نعت اکیڈمی، 2016ء، ص:۸۵
15. ایضاً، ص:۱۱۶
16. درد اسعدی، نعت کائنات، اصنافِ سخن نمبر، لاہور: جنگ پبلشرز، 1993ء، ص:۱۸۹
17. حنیف اسعدی، آپؐ، ص:۱۰۶
18. حافظ مظہر الدین، تجلیات، راولپنڈی: حریم ادب، 1993ء، ص:۱۳۴
19. آغا صادق، نعت رنگ، شمارہ:۱۱، مارچ ۲۰۰۱ء، ص:۴۷
20. حزیں صدیقی، حرفِ ابد، بزم ضیائے ادب، ملتان: ۱۹۹۶ء، ص:۸
21. ایضاً، ص:۴۲
22. مظفر وارثی، اُمی لقبی، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، 2000ء، ص:۱۰۸
23. ایضاً، ص:۱۳۹
24. حزیں صدیقی، حرفِ ابد، ملتان: ضیائے ادب، 1994ء، ص:۳۷
25. جلیل عالی، نور نہایا رستہ، راولپنڈی، حرف اکادمی، 2017ء، ص:۴۷
26. مظفر وارثی، بابِ حرم، لاہور: القمر انٹرپرائزز، س ن، ص:۵۷
27. ناصر ملک، دھنک رنگ، نعت نمبر، شمارہ نمبر 3، ص:۲۸۴
28. مظفر وارثی، نورِ ازل، لاہور: القمر انٹرپرائزز، ۱۹۹۲ء، ص:۳۱

29. حزیں صدیقی، حرفِ ابد، ص:۶۲
30. ایضاً، ص:۶۰
31. سیّد نور الحسن نور، انڈیا: قلزم نور، یو۔پی ۲۰۱۸ء، ص:۸۵
32. ڈاکٹر عزیز احسن، کراچی: نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۱۵ء، ص:۸۷
33. آفتاب کریمی، قوسین، ص:۱۵۵
34. ایضاً، ص:۱۵۶
35. حکیم محمد نبی جمال سویرآ، نعت کائنات، مرتب: راجا رشید، محمود اصناف سخن نمبر، لاہور: جنگ پبلشرز، ص:۲۶۷
36. ڈاکٹر طاہر القادری، لاہور: فلسفہ معراج النبیؐ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء، ص:۱۱۲
37. حلیم حازق، اصولِ نعت گوئی مغربی بنگال، ۲۰۰۵ء، ص:۱۷
38. مظفر وارثی، نور ازل، ص:۲۶
39. حسن عسکری کاظمی، شہر نبوت، ص:۱۰۳
40. ایضاً، ص:۳۳
41. انور شعور، نعت رنگ، شمارہ ۲۵، اگست ۲۰۰۱ء، ص:۵۵۳
42. حفیظ تائب، نقوش، شمارہ: ۱۳۴، دسمبر ۱۹۸۶ء، لاہور: ادارہ فروغ اُردو، ص:۶۲۹
43. نجیب احمد، سہ ماہی ادبیات، نعت نمبر، اسلام آباد، ص:۲۳۰
44. سیّد نور الحسن نور، سورج نکلا ہے، انڈیا: دبستان نوابیہ عزیزیہ، قاضی پور اتر پردیش، ص:۶۷
45. سیّد ریاض حسین زیدی، جمالِ سیّدِ لولاک، ساہیوال: ادب سرائے، ۲۰۰۰ء، ص:۴۰
46. سحر انصاری، نعت رنگ، ۲۴، جولائی ۲۰۱۴ء، ص:۵۳۵
47. ریاض حسین چودھری، نعت رنگ: ۲۴، ص:۵۳۶
48. ایضاً، ص:۸۹
49. حسن عسکری کاظمی، شہر نبوت، ص:۲۳
50. نازش پرتاب گڑھی، نعت کائنات، ص:۱۴۷
51. عاصی کرنالی، حرفِ شیریں، کراچی: ایجوکیشنل پریس، ۱۹۹۳ء، ص:۴۱
52. مظفر وارثی، بابِ حرم، لاہور: القمر انٹرپرائزز، س ن، ص:۷۸
53. اقبال عظیم، زبورِ حرم، کراچی: نعت ریسرچ سنٹر، 2018ء، ص:۱۳۸
54. حزیں صدیقی، حرفِ ابد، ص:۲۲
55. مظفر وارثی، میرے اچھے رسول، لاہور: القمر انٹرپرائزز، 1996ء، ص:۳۲
56. خالد محمود خالد، نعت کائنات، ص:۲۹۷
57. ایضاً
58. ایضاً

59. ایضاً
60. سیّد اقبال عظیم، نعت کائنات، ص:۲۱۷
61. سرشار صدیقی، میثاق، کراچی: حرا فاؤنڈیشن، ۲۰۰۲ء، ص:۱۰۹
62. صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، کلیات، لاہور: ماورا پبلشرز، ۱۹۹۰ء، ص:۶۰
63. حنیف نازش قادری، نعت ہوئی، لاہور: انٹر نیشنل نعت مرکز، ص:۱۸۵
64. ریاض مجید، کلیاتِ نعت، فیصل آباد: نعت اکادمی، 2019ء، ص:۵۱۳
65. مظفر وارثی، نورِ ازل، ص:۵۳
66. تبسم قادری، درود پڑھتے ہوئے، فیصل آباد: چشتی کمپوزر، ۲۰۰۹ء، ص:۱۳۲
67. سیّد نور الحسن نور، قلزمِ نور، ص:۱۳۹
68. نور الحسن نور، ثنا کی نکہتیں، انڈیا: فتحپور-۲۰۱۹ء، ص:۱۶۴
69. راغب مراد آبادی، مدحت خیر البشر، کراچی: ایجوکیشنل پریس، ۱۹۷۹ء، ص:۸۲
70. ایضاً، ص:۱۵۰
71. حافظ نور احمد قادری، متاعِ نور، اسلام آباد: بیلا پبلی کیشنز، ص:۳۳۳
72. مظفر وارثی، اُمّی لقبی، ص:۱۸۸
73. کلیم عثمانی، ماہِ حرا، لاہور: طوبیٰ پبلشرز، 2001ء، ص:۵۹
74. ابو مخدوم زادہ، قرآن کریم کے سائنسی انکشافات، لاہور: مشتاق بُک کارنر، ص:۵۳۰
75. راکب راجا، دھنک رنگ، نعت نمبر، ص:۱۰۰
76. اسرار احمد سروسہارنپوری، نعت رنگ: ۱۲، اکتوبر ۲۰۰۱ء، ص:۳۶۵
77. انور جمال، نعت رنگ: ۲۵، اگست ۲۰۱۵ء، ص:۳۵
78. حزیں صدیقی، حرفِ ابد، ص:۶۷
79. شاہد نقوی، صراط و سلسبیل، ادارہ تقدیسِ قلم، کراچی: ۱۹۹۲ء، ص:۵۳
80. حزیں صدیقی، حرفِ ابد، ص:۲۶
81. ایضاً، ص:۳۲
82. ایضاً، ص:۶۵
83. مظفر وارثی، نورِ ازل، ص:۳۱
84. افضل خاکسار، نویدِ بخشش، ص:۸۲
85. حنیف اسعدی، آپؐ، ص:۵۳
86. طاہر شیرازی، سہ ماہی ادبیات، نعت نمبر، ص:۲۰۲
87. صبیح رحمانی، کلیات صبیح رحمانی، کراچی: نعت ریسرچ سنٹر، 2019ء، ص:۲۷۲